ترکشِ ما را خدنگِ آخریں

ٹیپو سلطان - ایک عظیم سالار

تحریر: ڈاکٹر غزالہ بٹ ☆

آں شہیدانِ محبت را امام! آبروئے ہند و چین و روم و شام!

سرزمین ہند پر بے شمار مسلمان حکمرانوں اور خاندانوں نے حکومت کی۔ ان میں کچھ ایسے بھی تھے جنہوں نے اپنے اپنے وقت میں اسلام کا نام سربلند کیا اور اسلامی سلطنت کی تعمیر و ترقی میں کوشاں رہے۔ ان حکمرانوں میں ایک حکمران ایسا بھی تھا جس نے اس دور میں جب اس کے دیگر حکمران ساتھی انگریز کی بالا دستی کو قبول کر چکے تھے' ان کی بالا دستی اور اطاعت قبول نہ کی اور بالآخر لڑتا ہوا شہید ہو گیا۔ اس عظیم سپہ سالار کا نام سلطان فتح علی ٹیپو تھا۔

پیدائش

ٹیپو سلطان کے والد حیدر علی خان کی شادی صوبہ سرا کے سید شہباز پیرزادہ عرف شاہ میاں صاحب کی بڑی لڑکی سے ہوئی۔ حیدر علی خان کی زوجہ کچھ عرصہ کے بعد بیمار ہو گئیں اور انہوں نے برضا و رغبت دوسری شادی کی اجازت دے دی۔ آپ کی دوسری شادی گرم کنڈہ کے قلعدار کی بہن فاطمہ بیگم سے ہوئی۔ حیدر علی خان کا فرزند اکبر ۱۰ نومبر ۱۷۵۰ء بمطابق ۲۰ ذی الحجہ ۱۱۶۲ھ جمعہ کے دن ''دیون ھلی'' (بنگلور سے ۲۰ میل دور شمال میں) میں پیدا ہوا۔[۱]

کہا جاتا ہے کہ بزرگ مستان ولی نے کہا تھا کہ تمہارے گھر جو لڑکا پیدا ہو گا وہ

☆ لیکچرر اسلامیات' گورنمنٹ کالج برائے خواتین ' سمن آباد لاہور

© rasailojaraid.com

بہت بڑا حکمران ہوگا' اس لئے تم اس کا نام ''ٹیپو'' رکھنا۔ لہٰذا بچے کی پیدائش پر حیدر علی نے بیٹے کا نام فتح علی ٹیپو سلطان رکھا۔(۲)

آپ کا شجرہ نسب:(۳)

شیخ ولی محمد

شیخ محمد الیاس — شیخ علی محمد — شیخ محمد امام

شیخ محمد الیاس: حیدر صاحب کلاں

شیخ فتح محمد

شہباز صاحب — ولی محمد — حیدر علی خان

حیدر علی خان: ٹیپو سلطان شہید — کریم شاہ

ٹیپو سلطان کے آباء واجداد تصوف کے میدان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے جد امجد شیخ ولی محمد دہلی سے ہجرت کر کے گل برگہ میں آ کر رہائش پذیر ہو گئے۔ آپ کے علم و اخلاق کی وجہ سے جلد ہی حضرت بندہ نواز کی درگاہ کے مجاوروں اور خادموں نے انہیں ہاتھوں ہاتھ لے لیا اور ان کے اخراجات کے لئے ماہانہ امداد مقرر کی۔ شیخ ولی ایک صوفی منش آدمی تھے لیکن آپ کے بیٹے شیخ فتح محمد نے خاندانی روایت توڑ کر نواب سعادت اللہ خان صوبہ دار کے ہاں فوج کی ملازمت کر لی۔ ۱۱۳۴ھ میں آپ کے ہاں حیدر علی خان کی پیدائش ہوئی۔

اپنے والد کی طرح حیدر علی خان نے بھی سپہ گری کو اختیار کیا اور سرینگ پٹن کے راجہ کے ہاں فوج کی ملازمت اختیار کر لی۔ آہستہ آہستہ ترقی کرتے ہوئے فوج کے سپہ سالار بن گئے اور ۱۱۷۱ھ میں حیدر علی نے قلعہ میسور کی خودمختاری حاصل کر لی(۴)۔ خودمختاری حاصل کرنے کے بعد حیدر علی خان نے ریاست میسور کی تنظیم کی اور اس کی ترقی اور عظمت کے لئے کوشاں ہو گئے۔ نظام نے ۱۷۶۸ء میں آپ کو ''نصیب الدولہ'' اور ''فتح علی خان بہادر'' کے خطابات دیئے۔

ٹیپو سلطان کے ابتدائی حالات سے زیادہ آگاہی حاصل نہیں ہوتی' کیونکہ ان سے متعلق معلومات بہت کم ملتی ہیں۔ لیکن یہ بات واضح ہے کہ ٹیپو سلطان کی پرورش میں

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

اس کے والد نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

پانچویں سال میں تعلیم شروع ہوئی۔ اسلامی علوم کے علاوہ عربی اور فارسی میں خاصی مہارت حاصل کی۔ انگریزی اور فرانسیسی بھی سیکھ لی تھی۔ حیدر علی نے اپنے بیٹے کے لئے بچپن ہی سے مناسب تعلیم و تربیت کے انتظام کئے۔ مسلمانوں کے تمام علوم و فنون کی تعلیم و تربیت کی خاطر اچھے سے اچھے اساتذہ کی خدمات حاصل کی گئیں۔ بچپن کی حدود پھلانگ کر جب ٹیپو سلطان جوانی کے عہد میں قدم رکھنے لگا تو اس وقت حیدر علی نے اپنے بیٹے کو عملی فنون سکھانے پر بھی توجہ دی۔ چنانچہ اس نے نشانہ بازی، گھڑ سواری، شمشیر زنی، تیر افگنی، تفنگ اندازی، کشتی، تیراکی وغیرہ میں لاثانی مشق حاصل کر لی۔ قرآن مجید، اسلامی تعلیمات اور دوسرے اسلامی شعائر کی تعلیم ٹیپو سلطان کو اس سے بہت بیشتر ہی سکھا دی گئی تھی۔ یہی نہیں بلکہ اپنی جوانی ہی میں ٹیپو سلطان نے متعدد اسلامی اور تاریخی کتب کا مطالعہ بھی شروع کر دیا تھا۔ اس کے بعد ٹیپو سلطان کی مطالعہ کی یہ عادت زندگی بھر قائم رہی۔ عین جوانی میں ٹیپو سلطان کی دو شادیاں اس کے ماں اور باپ کی پسند پر ہوئیں۔[۵]

ٹیپو سلطان کی فوجی مصروفیت

پندرہ سال کی عمر میں ٹیپو سلطان کی فوجی مصروفیت شروع ہوئی۔ حیدر علی نے شروع سے ہی ٹیپو سلطان کو اپنے ساتھ رکھنا شروع کر دیا۔ ۱۷۶۵ء کے حملہ مالابار میں ٹیپو سلطان نے اپنے والد کے ساتھ شرکت کی اور یہ جنگ کے عملی تجربہ کا پہلا موقع تھا۔

جنگ میسور میں حیدر علی خان نے ٹیپو سلطان کو غازی خان اور بعض دوسرے سالاروں کے ہمراہ مدراس کی جانب بھیج دیا تاکہ انگریز کی جنگی سرگرمیوں کے مرکز میں ہراس پیدا کیا جائے۔ شہزادے نے میسوری رسالے کے چھاپوں سے مدراس کے مضافات میں تہلکہ مچا دیا اور خود شہر میں سراسیمگی پھیل گئی۔ عین اس وقت حیدر علی خان کی طرف سے تاکیدی بلاوا آ گیا اور سلطان کو لوٹنا پڑا۔

سلطان ٹیپو ترپاتور اور وانم باڑی کی تسخیر میں والد کے ساتھ رہا۔ انبور کے

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

محاصرے میں بھی شریک تھا۔ انگریزی فوج نے پیش قدمی کی تو محاصرہ چھوڑنا پڑا۔ کرنل سمتھ کے ساتھ لڑائی پیش آئی تو ٹیپو سلطان رسالے کے دائیں بازو پر متعین تھا۔ اس نے انگریزوں پر اس طرح حملہ کیا جیسے شیر ہرنوں پر کرتا ہے۔ سینکڑوں کو موت کے گھاٹ اتارا' ان کی جمعیت درہم برہم کی' چند انگریز سرداروں کو پالکیوں اور گھوڑوں کے ساتھ گرفتار کیا اور مظفر و منصور والد کے پاس وانم باڑی پہنچے۔ (۶)

۱۷۸۲ء میں اپنے والد کی معیت میں ٹیپو سلطان نے انگریزوں کے ایک مشہور کرنل بریتھ ویٹ (Breath Wate) کو بھی بڑی کھلم کھلا شکست دی تھی۔ کرنل بریتھ ویٹ کی اس شکست نے تو ٹیپو سلطان کی برطانیہ تک دھوم مچا دی تھی۔ بہرصورت حیدر علی کی وفات تک ٹیپو سلطان نے اپنے گرد و نواح کے ملکی دشمنوں اور استعماری طاقتوں کو اچھی طرح ٹھونک بجا کر دیکھ لیا تھا۔ وہ دوست و دشمن کو بھی بخوبی پہچاننے لگا تھا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ریاست میسور میں ان فتوحات اور جوانی کے جوشیلے کارناموں کے باعث وہ عوام کی نظروں میں ایک اچھا جرنیل اور امراء میں ہر دلعزیز ہو چکا تھا۔

ٹیپو سلطان کی تخت نشینی

۷ دسمبر ۱۷۸۲ء کو چتوڑ کی لڑائی کے دوران ٹیپو سلطان کا والد حیدر علی اپنی بیماری اور کمزوریٔ صحت کے باعث اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔ وفات سے پہلے حیدر علی نے ٹیپو سلطان کو ایک خط لکھوایا اور یہ تحریر کیا:

> ''ادھر کا بندوبست ٹھیک ٹھاک کر کے جلد یہاں آ جاؤ۔ دولت و ثروت کے تمام لوازم پر گہری نظر رکھنی چاہئے۔ اگر امداد کے لئے خرچ کی ضرورت ہو تو منگا لو۔ ہم نے تمہیں دولت کے تمام انتظامات کا مختار بنا دیا ہے۔ سرکاری کام میں تھوڑے سے وقت' بلکہ ایک لمحہ کا بھی تغافل نہ ہونا چاہئے''۔ (۷)

حیدر علی کی تجہیز و تکفین کے بعد فتح علی ٹیپو سلطان نے بغیر کسی روک ٹوک کے میسور میں اپنی تخت نشینی کا اعلان کر کے تخت شاہی سنبھال لیا۔ حیدر علی کی اولاد میں سے ٹیپو کا ایک چھوٹا بھائی بھی زندہ تھا۔ اس نے بھی تخت نشینی کو کوئی مسئلہ نہ بنایا۔

۲۶ دسمبر ۱۷۸۲ء کو تخت نشینی کی رسم ادا ہوئی۔ (۸)

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

ٹیپو سلطان جس سلطنت کا والی تھا وہ شمال میں دریائے کرشنا سے جنوب میں ریاست ٹراونکور اور ضلع تناولی تک پھیلی ہوئی تھی۔ مشرق میں مشرقی گھاٹ اس کی حد تھی اور مغرب میں اس کا دامن سمندر کو چھو رہا تھا۔ یقیناً یہ بہت بڑی اور شاندار سلطنت تھی۔ پھر آبادی، زرخیزی اور حسن انتظام کے علاوہ قدرتی دولت کی فراوانی کے اعتبار سے بھی اس کا پایہ بہت بلند تھا۔ لیکن اس کے ساتھ رزم و پیکار کا بھی ایک لامتناہی سلسلہ چلا آ رہا تھا۔ نظام اور مرہٹے اسے ہڑپ کر جانے کے درپے تھے۔ انگریز اسے ہندوستان پر اقتدارِ کامل میں سب سے بڑی بلکہ واحد رکاوٹ سمجھتے تھے۔ اس کی گرانقدر ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے کیلئے خاص عزم وحوصلہ کے فرمانروا کی ضرورت تھی جو تمام خطرات کا مقابلہ تنہا کر سکتا۔ ٹیپو سلطان شہزادگی کے زمانے میں ان جوہروں کے ثبوت پیش کر چکا تھا اور سترہ سال کی مدتِ حکومت میں بھی اس کے عزم وحوصلہ کو کوئی قوت شکست نہ دے سکی۔ یہاں تک کہ خونِ شہادت سے ان پر دائمی مہر لگ گئی۔

© rasailojaraid.co

ٹیپو سلطان کے معرکے

ٹیپو سلطان کی ساری زندگی معرکوں میں گزری۔ ان میں اس نے انگریز، مرہٹوں اور نظام دکن سے معرکے کیے۔ ٹیپو سلطان نے بہت کوشش کی کہ انگریز کو برصغیر سے نکالنے کے لئے نظام دکن اور مرہٹوں سے معاہدہ ہو جائے، لیکن نظام دکن اور مرہٹے اس سے خائف رہتے۔ وہ سمجھتے تھے کہ شاید ٹیپو سلطان انگریزوں کو شکست دینے کے بعد اُن پر حملہ آور ہوگا۔ اس طرح ٹیپو سلطان برصغیر کے حکمرانوں سے مایوس ہو کر فرانسیسی، ترکی اور افغانی بادشاہوں سے مدد لینے پر مجبور ہوا۔ ٹیپو سلطان نے اس معرکہ میں جس میں اس کے والد شہید ہوئے تھے، انگریزوں کو شکست دی۔

اس کے بعد کبھی انگریز اکیلے اور کبھی نظام اور مرہٹوں کے ساتھ مل کر سلطنت خداداد پر حملہ آور ہوتے رہے۔ اکثر کامیابی سلطان کو ہی حاصل ہوتی۔

دسمبر ۱۷۹۰ء میں لارڈ کارنواس (Lord Karnawas) مدراس پہنچا اور خود فوج کی کمان سنبھال کر تازہ دم فوج اور اپنے نئے توپخانہ سے حملہ کر دیا۔ یہ جنگ

© rasailojaraid.co

سرنگا پٹم سے نو میل کے فاصلے پر ہوئی۔ سلطان کو شکست ہوئی اور وہ سرنگا پٹم میں محصور ہو کر رہ گیا۔ لیکن لارڈ کارنواس کو مکمل کامیابی نہ ہو سکی اور وہ محاصرہ نہ توڑ سکا۔ اس موقع پر نظام اور مرہٹے اپنی اپنی فوجیں لے کر انگریزوں کی مدد کو پہنچ گئے اور جملہ افواج نے باہم مل کر سرنگا پٹم کا محاصرہ کر لیا اور جنوری ۱۷۹۲ء میں سلطان کو صلح کرنا پڑی۔ (۹)

شرائط صلح

تینوں اتحادیوں نے مشورہ و تجویز کے بعد اس شرط پر صلح کر لینے سے اتفاق ظاہر کیا کہ تین کروڑ روپیہ کے محاصل کا علاقہ اور اسی قدر روپیہ سلطان تینوں اتحادیوں کو دے گا' اور رقم کی ادائیگی تک قلعہ کا ایک دروازہ انگریزی فوج کی تحویل میں دے دے یا شہزادوں کو کفیل بنا کر انگریز سپہ سالار کے پاس روانہ کر دے۔ (۱۰) ان شرائط کے مطابق صلح ہوئی اور شہزادے انگریزوں نے اپنی کفالت میں رکھ لئے۔

آدھی مملکت دینے کے بعد سلطان نے ریاست میسور کی تنظیم نو کی اور ان تمام افراد کو تباہ و برباد کر دیا جنہوں نے اس سے غداری کی تھی۔

سلطان کی نئی اصلاحات

سلطان نے خانگی امور سے فراغت کے بعد ملک کے نظم ونسق کو درست کرنے کی طرف توجہ دی۔ عہدہ دارانِ حکومت اور عمال کے تبادلوں اور سزاؤں کا سلسلہ موقوف کر کے ان کو راہِ راست پر رکھنے کے لئے عہد و قرار لینے کی تجویز پر عمل درآمد شروع کیا اور اپنے عملہ اور اہلکاروں سے حلف لیا کہ ''ہم ہرگز سرکاری فرائض میں کوتاہی نہیں کریں گے اور محاصل کا روپیہ روانہ کرنے میں کسی قسم کا تصرف اور تغلب نہیں کریں گے' رعیت کی ایذارسانی کے مرتکب نہیں ہوں گے' ہمیشہ نماز کی پابندی اور اوراد و وظائف کا التزام رکھیں گے اور معاصی و مناہی سے اجتناب برتیں گے۔ اس عہد کے بعد ہر شخص کو حسابات کے معافی نامے' تعلقوں کی بحالی کے پروانے' خلعتیں اور رخصتی کے پان عنایت کئے جاتے۔ (۱۱)

سلطان نے ملک میں فارسی زبان کو رائج کیا اور اسے سرکاری و دفتری زبان

© rasailojaraid.com

بنایا۔ سلطان کے حکم سے ہر موضع میں مسجد تعمیر کروائی گئی اور حکومت کی جانب سے وہاں موذن، ملا اور قاضی مقرر کیے گئے۔ ان مسجدوں میں مسلمان بچوں کی تعلیم و تدریس کا پورا پورا اہتمام کیا گیا۔ سلطان نے اس دور میں قلعہ پٹن کی دوبارہ تعمیر کروائی۔

ٹیپو سلطان کی شہادت

آخر کار لارڈ ولزلے (Lord Willsley) نے جنوبی ہندوستان کے متعدد حکمرانوں، مرہٹوں اور نظام کو رام کرنے کے بعد فروری ۱۷۹۹ء میں ٹیپو سلطان کے خلاف جنگ کا آغاز کر دیا۔ اس تمام جنگ کی مجموعی نگرانی ولزلے نے اپنے ہاتھ میں رکھی اور افواج کی کمان جنرل ہیرسن (Gen.Harison) کے سپرد کر دی۔ اس جنگ میں ایک محاذ ولزلے کے بھائی آرتھر ولزلے (Aurther Willsley) کو بھی سونپ دیا گیا۔ ان انتظامات کے بعد انگریزی فوجوں نے میسور پر حملہ کر دیا۔ اس حملہ کو روکنے اور دشمن کو شکست دینے کے لئے ٹیپو سلطان نے بڑی جرأت، دلیری اور حکمت عملی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ ٹیپو سلطان تو اپنے ملک کے ایک ایک چپہ کے لئے لڑ رہا تھا مگر اس کی فوج کے کئی جرنیل غداری کر رہے تھے۔ ان غداریوں اور انگریزوں کے ہر جانب سے حملوں کے باعث ٹیپو سلطان نے میسور کے دارالحکومت سرنگا پٹم میں محصور ہو کر پناہ لے لی تھی۔

یہ محاصرہ کئی روز تک جاری رہا۔ ۱۷/اپریل ۱۷۹۹ء کو اس محاصرے کے دوران انگریزوں نے قلعہ کی دیواروں میں شگاف ڈال دیئے۔ اس کے باوجود سلطان کی افواج بہادری کے ساتھ جنگ کرتی رہیں۔ پھر ۴ مئی ۱۷۹۹ء کو انگریز افواج کے کئی دستے قلعے کے اندر داخل ہو گئے اور ٹیپو سلطان کو گھیر لیا۔ کرمانی کا بیان ہے کہ سلطان تنگ جگہ میں لڑتے رہے۔ دو تین آدمیوں کو گولی اور تلوار سے موت کے گھاٹ اتار دیا اور پھر ایک انگریز کی گولی انہیں کان کے پاس لگی جس کی بنا پر وہ شہید ہو گئے۔ اس سانحہ ہوش ربا کی تاریخ کے چند اشعار نقل کیے جاتے ہیں:

ٹیپو سلطان شہید شد ناگاہ خودِ خود ریخت فی سبیل اللہ

© rasailojaraid.c

© rasailojaraid.c

بود ذی قعدہ بیست و ہشتم آن شدہ در روز شنبہ حشر عیاں
ہفت ساعت ز صبح بگزشتہ خون ز دیوار و در رواں گشتہ
زیست پنجاہ سال با اقبال بادشاہی نمود ہفت دہ سال
داشت در دل ہمیشہ عزم جہاد گشت آخر شہید حسب مراد
آہ تاراجی مکین و مکان خون بگرنید اے زمین و زمان
چو غم او بجز کل دیدم سال ماتم ز درد پرسیدم
گفت ہاتف زنیم آہ بہ تفت نور اسلام و دین ز دنیا رفت

ایک سادہ تاریخ یوں بھی بیان کی گئی۔ ''نسل حیدر شہید اکبر شد''(۱۲)

تجہیز و تکفین

انگریزوں نے بڑی تلاش و جستجو کے بعد شہید کے لاشہ کو مقتل سے اٹھوایا۔ صبح ۲۹ ذی قعدہ ۱۲۱۳ھ بمطابق ۴ مئی ۱۷۹۹ء کو تمام لڑکوں اور خدمت گاروں کو ان کا آخری دیدار کرایا۔ اور جب یقین ہوگیا کہ سلطان کی لاش یہی ہے تو دفن کر دینے کی اجازت دی۔ اعزہ نے لعل باغ کے شاہی مرقد میں نواب مرحوم کے دائیں جانب اس شہید باتمکین کو ہمیشہ ہمیش کے لئے سپردِ خاک کر دیا۔ کسی نے کیا خوب کہا:

رفت سلطان زیں سرائے ہفت روز نوبت او در دکن باقی ہنوز

حواشی

۱) نشان حیدری، سید میر حسین کرمانی، مترجم محمود احمد فاروقی، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، س۔ن۔ ص ۳۸، ۳۹
۲) اکابرین تحریک پاکستان، محمد علی چراغ، سنگ میل پبلیکیشنز لاہور ۱۹۹۷ء، ص ۶۹
۳) نشان حیدری، ص ۲۳
۴) نشان حیدری، ص ۴۷
۵) اکابرین تحریک پاکستان، ص ۷۰
۶) نشان حیدری، ص ۱۳۲، ۱۳۳
۷) نشان حیدری، ص ۲۴۸
۸) نشان حیدری، ص ۲۵۹
۹) برصغیر میں مسلمانوں کے عروج وزوال کا آئینہ، محمد اسماعیل ذبیح، علوی پبلشرز کراچی ۱۹۸۹ء، ص ۱۷۹
۱۰) نشان حیدری، ص ۳۶۳
۱۱) نشان حیدری، ص ۳۶۸
۱۲) نشان حیدری، ص ۳۹۰

© rasailojaraid.com